# مرغی اور کمیشن کی کارکردگی

تحریر: سہیل احمد لون

ایک وقت تھا جب دیس میں ''دیسی'' چیزوں کی قدر و منزلت اتنے عروج پر تھی کہ اگر کوئی مجبوری میں ولائتی گھی خریدتا تو اسے لوگوں کی نظروں سے چھپا کر گھر لاتا۔ لاغر و نیم جاں ولائتی مرغی کے حملہ آور ہونے سے پہلے کسی مہمان کی تواضع کے لیے اکثر دیسی مرغ کو ہی حلال جانور پر افضلیت تھی ۔ گلی محلوں میں دیسی مرغیاں یوں دکھائی دیتی تھیں جیسے آج کل لوڈشیڈنگ سے ستائے ہوئے لوگ۔ تقریباً تیس پینتیس برس قبل ہمارے محلے میں ایک بزرگ عورت جسے سب مائی حاجن کے نام سے لکھا اور پکارا جاتا تھا اس نے گھر میں کافی مرغیاں پال رکھیں تھیں۔ مائی حاجن کچھ خاص پڑھی لکھی تو نہ تھیں لیکن حج کرنے اور محلے کے بچوں کو قرآن پڑھانے کی وجہ سے اُن کی بڑی عزت کی جاتی تھی۔ محلے میں لوگ ان کے گھر سے دیسی انڈے بھی خریدتے اور کبھی کبھار خاص مہمان کے آنے پر دیسی مرغ بھی۔ مائی حاجن کے گھر کبھی کبھار چھوٹے چھوٹے چوزے بھی دیکھنے کو ملتے کہ اُس زمانے میں دیسی مرغ اسی طریقے سے حاصل ہوتا تھا۔ بعض اوقات محلے دار اس کو انڈوں پر نشانی لگا کر دے دیتے اور اگر اس میں سے چوزہ نکل آتا تو مائی حاجن اس چوزے پر بھی نشانی لگا دیتی۔ کچھ دن کے بعد جب چوزہ بڑا ہو جاتا تو وہ اس کے بدلے میں طے شدہ معاوضہ لے کر چوزہ ورثاء کے حوالے کر دیتیں۔ مرغیوں کے متعلق مائی حاجن کو کافی معلومات تھیں وہ جانتی تھیں کہ کونسی مرغی کو کس وقت انڈوں پر بٹھانا ہے۔ ہر مرغی کو وہ انڈوں پر بٹھانے کا رسک نہیں لیتی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ اگر مرغی اچھی ہو تو انڈے سے چوزہ ضرور نکلتا ہے اور انڈے اسی صورت خراب ہوتے ہیں جب اُن کے اپنے اندر چوزہ پیدا کرنے کی صلاحیت نہ ہو لیکن مرغی کی نیت شریر ہو تو وہ انڈے سے چوزہ نہیں نکالتی بلکہ انڈے کو خود ہی ''پی'' جاتی ہے۔ اس لیے وہ اس عمل کے لیے مرغی کا انتخاب بڑے دھیان سے کرتی تھی تاکہ وقت اور انڈے برباد نہ ہوں۔

اسامہ بن لادن کی پہلی برسی پر بارک اوبامہ نے بڑے انٹرویوز دیئے، افغانستان کا خاص دورہ کیا۔ ایبٹ آباد آپریشن سے قبل اور آپریشن کے دوران اپنی کیفیت اور جذبات کے بارے میں بتایا۔ دوسری طرف وطن عزیز میں اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے ایک برس بعد بھی ایبٹ آباد کمیشن اپنی تحقیقاتی رپورٹ پیش کرنے میں ناکام رہا ہے۔ دراصل ہمارے ملک میں دیسی چیزوں کی جگہ اکثر ولائتی اشیاء نے لے لی ہے، سوائے ایمانداری کے !!! یہ بھی ولائتی اسٹائل ہے اگر کسی بات کو منظر عام پر نہ لانا ہو تو اس کے لیے ایک کمیشن بنا دو۔ وقت کی دھول میں مسئلہ خود ہی دفن ہو جائے گا۔ انگریزوں کے تسلط سے آزاد ہونی والی قوم آج بھی اسی فارمولے پر چل رہی ہے۔ تبھی تو قیام پاکستان کے بعد سے لے کر آج تک کسی بھی سانحہ کی تحقیقات کے لیے جب بھی کوئی کمیشن بٹھایا گیا ہے اس نے آج تک حقائق عوام کے سامنے پیش نہیں کیے۔ لیاقت علی خان کے قتل کی تحقیقات کے لیے کمیشن بنایا گیا جو اپنی کمیشن تو لے گیا مگر کسی قصوروار چہرے کو عوام کے سامنے نہ لا سکا، سقوط ڈھاکہ بھی آج تک ایسی پہیلی ہے جسے کوئی جاننا نہیں چاہتا شاید اسی لیے حمود الرحمان کمیشن رپورٹ بھی بذریعہ بھارت پاکستانی عوام تک پہنچی، بھوجا ایئر لائن کا طیارہ اسلام آباد کے قریب گر کر تباہ ہو گیا اس کے لیے تحقیقاتی کمیٹی بنا دی گئی جو ایسی رپورٹ ہی

پیش کرے گی جس سے سانپ بھی بچ جائیگا اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے گی.....خراب موسم یا پائلٹ کی غلطی !!! نہ ہی ہم موسم کو سزا دے سکتے ہیں اور نہ دنیا سے کوچ کیے ہوئے اس پائلٹ کو۔ درجنوں فضائی حادثوں کی تحقیاتی کمیٹیاں بنائی گئیں مگر آج تک کبھی کوئی قصوروار سامنے نہیں آیا جسے جرمانہ یا سزا دی گئی ہو۔ فضائی حادثوں میں ہماری مسلح افواج کے سربراہان بھی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور عام پبلک بھی۔ ضیاء الحق کے سی 130 کے تباہ ہونے پر تحقیقاتی کمیشن نے کس کو قصوروار ٹھہرایا؟ ائیر مارشل مصحف علی میر کا جہاز تباہ ہوا تحقیقاتی کمیشن نے کیا رپورٹ دی؟ جہاز قومی ائیر لائن کا ہو، نجی ائیر لائن کا یا حساس ادارے کا، تباہ ہونے کے بعد تحقیقات کے نتیجے میں کوئی خاص فرق نظر نہیں آیا۔ صحافی سلیم شہزاد کے بہیمانہ قتل کی تحقیقاتی '''' کمیٹی'' بھی پتہ نہیں کب اور کس کے نام کی نکلے گی؟ سری لنکن ٹیم پر حملہ ہوا تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دی دی گئی، مہران بیس پر دہشت گردوں نے حملہ کردیا، تحقیقاتی کمیٹی بنادی گئی، جی ایچ کیو پر حملہ ہوا تحقیقاتی کمیٹی بن گئی، پولیس کے ٹریننگ سینٹر پر دہشت گردی کا واقعہ دہرایا گیا اس کے لیے بھی تحقیقاتی کمیٹی بنائی گئی، بینظیر بھٹو سمیت درجنوں جانیں دہشت گردی کا نشانہ بنیں اس کے لیے تحقیقات ہوتی رہیں مگر آج تک کسی قصوروار کو سامنے نہیں لایا گیا، خروٹ آباد کا معاملہ بھی کمیشن کی نظر ہو گیا، بنوں جیل سے قیدیوں کو ایسے نکال لیا جاتا ہے جیسے مکھن سے بال، اس کی تحقیقات بھی ''کمیٹی'' حسب روایت کر رہی ہے، میمو اسکینڈل بھی کبھی اپنے منطقی انجام کو نہیں پہنچے گا، رینٹل پاور اسکینڈل اور مہران بینک اسکینڈل بھی دیگر ملک کے اسکینڈلز کی طرح چند دن شہ سرخیوں میں رہ کر تاریخ کا حصہ بن جائیں گے۔ کارگل کی جنگ میں پرویز مشرف یا میاں نواز شریف میں سے کون قصوروار تھا اس کا بھی آج تک کسی کو کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ ممبئی دہشت گردی کیس میں بھی تحقیقاتی کمیشن تا حال کام کر رہا ہے۔ گلگت بلتستان میں ہلاک ہونے والوں کے لیے ایک کمیشن بنا دیا گیا ہے، کراچی اپنے حالات کی وجہ سے دنیا کے خطرناک ترین شہروں میں شمار کیا جا رہا ہے.....شہر کی بدامنی کے لیے امید ہے جلد ہی کوئی تحقیقاتی کمیٹی بنا دی جائے گی جو حقائق کو اسی سرد خانے میں جمع کرا دے گی جہاں آج سے پہلے بھی بہت کچھ جمع کیا جا چکا ہے۔ اگر تحقیقاتی کمیٹیاں اور کمیشن اسی طرح کام کرتے رہے تو بہت جلد ایک ایسے کمیشن کی تشکیل کی ضرورت پڑے گی جو سابقہ تمام تحقیقاتی کمیٹیوں اور کمیشنز سے ان کی کارکردگی کا حساب لے۔ مگر اس کے لیے ضروری ہے کہ کمیشن کو تشکیل دینے والے میں دیانت داری، بصیرت اور بصارت ہو۔ ہمارے حکمرانوں سے تو مائی حاجن ہی اچھی تھی جو اس بات کا خیال رکھتی تھی کہ انڈے اور وقت ضائع نہ ہوں۔ اپنی بصیرت اور بصارت کا استعمال کر کے کسی شریر مرغی کو انڈے پینے کا موقع نہیں دیتی تھیں۔ ہمارے تحقیقاتی کمیشن سے تو مرغیاں ہی بھلی جو انڈوں پر بیٹھ کر کم از کم چوزے نکال دیتی ہیں مگر ان تحقیقاتی کمیشنز سے زیادہ قصور ان لوگوں کا ہے جو ایسے کمیشن بناتے ہیں جو معاملے کو ''پی'' جاتے ہیں۔ تعجب ہے ایک مرغی کتنے انڈوں سے چوزے نکال لیتی ہے مگر ان گنت افراد پر مبنی تحقیقاتی کمیشن ایک کیس میں سے بھی کچھ نکال نہیں پاتے۔ حیرت ہے نا! مرغی اور کمیشن کی کارکردگی پر_____!!!

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن-سرے

sohailloun@gmail.com

03-05-2012